⊙ ڈاکٹر راحیلہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، جامعہ جموں و کشمیر، مظفر آباد

⊙⊙ ڈاکٹر محمد الطاف یوسف زئی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

ناول امراؤ جان ادا کا نفسیاتی تجزیہ

Abstract:

"Umrao Jan Ada" is an Urdu novel written by Mirza Hadi Ruswa and first published in 1899. Mirza Ruswa is the first writer of psychic novel in Urdu literature. By discussing psychological factors he has given new dimensions to Urdu literature. His characters in novel "Umrao Jan Ada" suffer from psychological problems and they are the best example of their kind. The way he created the psychic character of prostitute has made him the first psychic critic in Urdu literature.

Keywords:

Umrao-Jan-Ada Hadi Ruswa Psychological Novel prostitute

ادب اور نفسیات کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ انسان کی زبان سے نکلنے والے ہر لفظ کے پیچھے نفسی عوامل کی کارفرمائی ہوتی ہے چونکہ ادب خالصتاً انسانی تخلیق ہے اس اعتبار سے ناول نگاری میں ناول نگار کا تحریر کردہ ہر جملہ نفسیاتی پہلوؤں کی عکاسی کرتا ہے۔ افسانوی ادب ہو یا غیر افسانوی ادب، منظوم کلام ہو یا منثور تحریر، ہر جگہ نفسیاتی عوامل حرکت میں دکھائی دیتے ہیں،۔ نفسیاتی نقادوں نے جب ادب پاروں کا اس لحاظ سے جائزہ لیا تو نہ صرف فنکاروں کی شخصیت کی نفسیاتی و میکانکی تشریح کی گئی بلکہ ان کے اثرات کیحوالے سے جب نثر پاروں کا مطالعہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ تحریر کا ایک ایک حرف اصل میں کسی نہ کسی نفسی پہلو کے تابع ہے غزل کے ایک مصرعے سے لے کر افسانہ اور ناول تک میں نفسیاتی جھلکیاں اپنا اثر دکھاتی محسوس ہوتی ہیں۔ ناول کی وسعتوں میں بے شمار نفسیاتی اقسام اور ان گنت نفسی پہلو رواں دواں ہیں۔ ناول کا وسیع کینوس کہیں جبلّی ضروریات کے ساتھ جبلّی تشنگی کا بھی احاطہ کر رہا ہے تو کہیں اس کا پلاٹ شعور اور لاشعور کے تابع ہو رہا ہے۔

مرزا محمد ہادی رسوا اردو کے پہلے نفسیاتی ناول نگار ہیں کیوں کہ انہوں نے فلسفے اور نفسیات کے ذریعے اردو ادب کو نئے زاویے عطا کیے یہی وجہ ہے کہ علم نفسیات کے زیر اثر ناول امراؤ جان ادا کے کردار داخلی کشمکش اور نفسیاتی

الجھنوں کی بہترین عکاسی کرتے ہیں۔دراصل رسوا نے امراؤ جان ادا کے ذریعے ایک مٹتی ہوئی معاشرت کی تصویر کشی کی۔اگرچہ مرزا محمد ہادی رسوا نے بے شمار ناول لکھے مگر جو شہرت امراؤ جان ادا کو حاصل ہوئی وہ شہرت طوائف کے موضوع پر لکھے گئے کسی اور ناول کو نہ مل سکی۔رسوا نے ایک طوائف کا کردار جس انسانی اور نفسیاتی انداز میں تخلیق کیا ہے۔ اس نے رسوا کو اردو کا پہلا نفسیاتی نقاد قرار دیا ہے۔ڈاکٹر شارب ردولوی تحریر کرتے ہیں:

''رسوا کو اردو ادب میں یہ اولیت حاصل ہے کہ انہوں نے باقاعدہ طور پر علم النفس کی روشنی میں ادب کو سمجھنے کی کوشش کی اس لیے ان کو بجا طور پر پہلا نفسیاتی نقاد کہا جا سکتا ہے۔''(۱)

ادب کو نفسیاتی شعور کے مطابق پرکھنے اور سمجھنے کی پہلی کوشش کا سہرا رسوا کے سر جاتا ہے۔مرزا محمد رسوا نے اس بات کا اظہار بھی کیا ہے کہ ادب کو سمجھنے کے لیے علم النفس کا جاننا بہت ضروری ہے۔مرزا رسوا نے شعور اور لاشعور کے ذریعے انسانی نفسیات کو اجاگر کیا۔مرزا رسوا نے طوائف کے کوٹھے کو لکھنؤ کی تہذیب کی علامت بنا کر پیش کیا ہے وقار عظیم تحریر کرتے ہیں:

''رسوا نے امراؤ جان ادا لکھ کر پہلی مرتبہ لکھنے والوں کو یہ سبق دیا کہ زندگی کے سیدھے سادھے معمولی اور بظاہر غیر اہم مشاہدات کے پیچھے تہذیب، معاشرت، سیاست، معیشت، اخلاق اور بعض اوقات تاریخ کے حقائق پوشیدہ و پنہاں ہوتے ہیں۔''(۲)

رسوا کے فن کا کمال ہے کہ انہوں نے اس ناول میں ایسے حقائق بیان کئے ہیں کہ جو عام انسان کی ذہنی سطح سے مطابقت نہیں رکھتے۔ناول کا مرکزی کردار امیرن ہے۔جسے دلاور نامی بدمعاش اغوا کر کے خانم کے کوٹھے پر پہنچا دیتا ہے۔خانم امیرن کو امراؤ جان ادا کے روپ میں ڈھال دیتی ہے۔امراؤ جان ادا ناول کا سب سے دلکش، ذہین اور متحرک کردار ہے۔مرزا رسوا نے ناول میں تمام کرداروں کو اس انداز میں پیش کیا کہ ہر کردار مختلف نفسیاتی کیفیت کی عکاسی کرتا ہے۔ناول میں خانم اور بوا حسینی جیسے کردار بھی ہیں۔جو اپنی عادت سے مجبور ہو کر دوسروں کو فریب دینے میں ماہر ہیں۔گوہر مرزا جیسے ناکام عاشق بھی موجود ہیں۔کرداروں کی اس بھیڑ میں امراؤ جان ادا کا کردار اہم بھی ہے اور نفسیاتی مسائل میں الجھا ہوا بھی ہے۔امراؤ جان ادا کی نفسیاتی کیفیت کے متعلق ڈاکٹر غلام حسین اظہر تحریر کرتے ہیں:

''طوائف زادی کے اندر ہمیشہ ایک شریف عورت زندہ رہتی ہے۔کیونکہ عورت کی فطرت کا یہ خاصہ ہے کہ وہ چار دیواری کے اندر ہی تحفظ بھی محسوس کرتی ہے اور پیار سے بھری فضا اس کے لیے باعث سکون بھی ہوتی ہے۔''(۳)

چار دیواری سے محبت کا جذبہ اور تحفظ محسوس کرنا عورت کے دیگر تمام جذبات پر حاوی آ جاتا ہے۔امراؤ جان ادا کوٹھے کے ماحول سے سمجھوتہ تو کر لیتی ہے مگر ساری زندگی کامیاب طوائف نہیں بن پاتی۔امراؤ جان ادا کی شخصیت کا نفسیاتی جائزہ لیتے ہوئے جو بنیادی نفسیاتی عنصر سامنے آتا ہے وہ نرگسیت (Narcissim) ہے۔نرگسیت نفسیات کی اہم اصطلاح ہے جو الفت ذات یا خود پسندی کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے نرگسیت کی تعریف تشریحی لغت میں یوں کی گئی ہے:

''تحلیل نفسی کی اصطلاح میں یہ لفظ اپنی ذات سے بے انتہا الفت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔''(۴)

امراؤ جان ادا کا کردار نرگسی سانچے میں جس طرح ڈھلا ہوا ہے۔وہ عورت کی فطرت کی عکاسی کرتا ہے۔مرزا ہادی رسوا نے اس کا اظہار امراؤ کے زبان سے اس طرح پیش کیا ہے۔

''اچھے سے اچھا کھاتی تھی اور بہتر سے بہتر پہنتی تھی کیوں کہ ہمجولی لڑکے لڑکیوں میں کوئی مجھے
اپنے سے بہتر نظر نہ آتا تھا۔''(۵)

نرگسیت ایک نفسیاتی بیماری ہے جو الفت ذات یا خود پسندی کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے۔اس خود پسندی کا تعلق جسم، شخصیت اور اس سے وابستہ کیفیات سے ہے۔عمر کے اعتبار سے اتنی کم عمری میں کسی لڑکی کے دل میں خود کو باقی ہم جولیوں سے بہتر اور برتر سمجھنے کے جذبات پیدا ہونا نفسیاتی بھی ہیں اور فطری بھی۔اسی الفت ذات، تقابل اور احساس برتری کی ایک اور مثال کہ جہاں امراؤ جان ادا اپنے پھوپھی زاد منگیتر کا موازنہ اپنی سہیلی کریمن کے منگیتر سے کرتی ہے:

''واہ میرے دولہا کی صورت کریمن (ایک دھنیے کی لڑکی کا نام تھا) کے دولہا سے اچھی ہے وہ توطکا لا
کالا ہے۔میرا دولہا گورا گورا ہے۔کریمن کے دولہا کے منہ پر کیا بڑی سی داڑھی ہے۔میرے دولہا
کی ابھی مونچھیں بھی نہیں نکلیں، کریمن کا دولہا ایک میلی سی دھوتی باندھے رہتا ہے۔ماشی رنگی مرزئی
پہنے رہتا ہے۔میرا دولہا عید کے روز کس ٹھاٹھ سے آ؟ یا تھا۔سبز چھینٹ کا دگلا گلبدن کا پائجامہ،
مصالحہ کی ٹوپی، مخملی جوتا، کریمن کا دولہا سر میں ایک پھنٹا باندھے ہوئے ننگے پاؤں پھرتا ہے۔''(۶)

مندرجہ بالا اقتباس لڑکیوں کی نفسیات کی بخوبی عکاسی کرتا ہے کہ ان میں موازنہ کے ساتھ ساتھ برتری کا احساس بھی باعث تسکین ہوتا ہے۔عام استعمال کی چیزوں سے لے کر لباس، گھر بار، شخصیت، روپے پیسے کا موازنہ اور خاص طور پر شریک حیات کے موازنے سے بھی گریز نہیں برتا جاتا۔

فرائڈ نے اپنی تحریروں میں اوڈی پس (Complex oedipus) کو بنیادی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے اوڈی پس سے مراد:

"Oedipus complex, is a term used by sigmund Freud in his theory of psychosexual stages of development to describe a child's feelings of desire for his or her opposite sex parent and Jealousy and anger toward his or her same sex parent."(7)

اوڈی پس نظریے کے مطابق بچے جنس مخالف کے زیادہ قریب ہوتے ہیں۔لڑکیاں باپ کو توجہ کا مرکز بناتی ہیں اور لڑکے ماں کو۔اس نفسیاتی اصطلاح کے متعلق پروفیسر ساجدہ زیدی تحریر کرتی ہیں:

''فرائڈ نے اوڈی پس کمپلیکس کی اصطلاح دراصل لڑکوں کی ماں سے محبت اور وابستگی اور باپ
سے مخاصمت اور عداوت کے لئے استعمال کی ہے اور لڑکیوں کی باپ سے وابستگی و محبت اور ماں
سے عداوت و رشک کو ComplexElectra کا نام دیا ہے۔''(۸)

امراؤ جان ادا نے بھی اسے ہی جذبات کا اظہار کیا ہے وہ رسوا کو اپنی زندگی کی داستان سناتے ہوئے بتاتی ہے:

''بے شک ابا مجھے اماں سے زیادہ چاہتے تھے ابا نے کبھی پھول کی چھڑی نہیں چھوائی۔اماں ذرا ذرا

سی بات پر مار بیٹھتی تھیں اماں چھوٹے بھیا کو زیادہ چاہتی تھیں۔''(۹)

امراؤ جان ادا باپ سے وابستگی اور ماں کے لئے عداوت کے جذبات رکھتی ہے مگر دوسری جانب ماں بھی اپنے بیٹے کے قریب ہے۔امراؤ جان ادا ناول میں متضاد جذبات کی حامل دکھائی دیتی ہے اس وجہ سے امراؤ جان ادا کی زندگی عجیب کشمکش سے دوچار نظر آتی ہے اسے دو مخالف طاقتیں اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرتی ہیں ایک طرف وہ کامیاب طوائف بھی بننا چاہتی ہے مگر دوسری طرف اس کے لئے گھریلو عورتوں کی زندگی بھی باعث کشش ہے۔علم نفسیات میں ایسی صورت حال کو جذبیت (Ambivalence) کا نام دیا جاتا ہے۔جس میں کوئی دوطرح کے متضاد جذبات کے رحم وکرم پر ہوتا ہےPlotnik کے مطابق:

> "In psychology, ambivalence is definded as the mental disharmony or disconnect a person may feel when having both positive and negative feelings regarding the same individual."(10)

چونکہ وہ خاندانی لڑکی تھی پیدائشی طوائف نہ تھی اس لئے شروع سے آخر تک وہ متضاد کیفیت کا شکار رہی۔وہ نہ مکمل طور پر طوائف بن سکی نہ گھریلو عورت۔بعض مقامات پر وہ اس خواہش کا اظہار بھی کرتی ہے کہ تمام طوائفوں کے چاہنے والے صرف مجھے دیکھیں اور مجھے چاہیں مگر دوسری طرف وہ توبہ تائب ہوکر باعزت زندگی گزارنے کی بھی خواہش مند ہے۔مگر رسوا ماہر نفسیات کی طرح اسے اصل حیثیت سے آگاہ کرتے ہیں اور اسے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔امراؤ گھریلو عورتوں پر رشک کرتی ہے اور طوائف زادیوں کو حقیر سمجھتی ہے۔دراصل امراؤ جان ادا فطرتاً طوائف نہ تھی بلکہ شریف خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔وہ اس حقیقت سے واقف تھی کہ گھریلو عورت اور پیشہ ور طوائف زادی کے معیار زندگی میں نمایاں فرق ہے۔

امراؤ جان ادا کے کردار میں ایک اور نفسیاتی پہلو Exhibitionism نمائشیت ہے۔وہ سب کی جانب سے خود کو سراہے جانے کی خواہش مند ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اپنے چاہنے والوں کے علاوہ دوسروں کے طلبگاروں کو بھی اپنی ذات میں محو دیکھنا چاہتی ہے۔پروفیسر ساجدہ زیدی نمائشیت کی وضاحت اس طرح کرتی ہیں:

> ''نمائشیت کے تحت انسان خود کو دوسروں کی نظروں کا مرکز بنا کر خوش ہوتا ہے۔خودنمائی کے اس عمل میں اسے جو لذت ملتی ہے وہ انفعالی لذت ہے یعنی خود کو معروض باشے کی حیثیت سے دیکھنے کی لذت، عام زندگی میں اسے عورتوں کا طرہ امتیاز سمجھا جاتا ہے۔''(۱۱)

ناول کے ابتدائی مکالمات سے ثابت ہوتا ہے کہ امراؤ جان ادا عورت ہونے کے ناطے نمائشیت کے جذبوں کے سامنے مغلوب ہے وہ جس طرح رسوا کے سامنے اپنے دل کا حال کھول کر بیان کرتی ہے اس سے عورت کی نفسیات کی بہترین عکاسی ہوتی ہے:

> ''عورت کو عورت سے جو رشک ہوتا ہے اس کی کچھ انتہا نہیں ہے۔سچ تو یہ ہے، اگرچہ مجھ کو کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔میرا دل چاہتا تھا کہ سب کے چاہنے والے مجھے چاہیں اور سب کے مرتے مجھ ہی پر مریں، نہ کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھیں نہ کسی پر جان دیں۔''(۱۲)

مذکورہ اقتباس کے ذریعے عورت کی نفسیات کو سمجھنا آسان ہے کہ عورت ہر صورت اپنی ذات کو اہمیت دینے کی خواہش مند ہوتی ہے۔ چاہے وہ اہمیت اسے اپنی زبان و عمل سے ملے یا باقی افراد کے ذریعے۔

امراؤ جان ادا میں خانم کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ خانم لکھنوی طوائف کی مکمل عکاسی کرتی ہے وہ طوائف زادیوں کے ان تمام حربوں سے اچھی طرح واقف ہے جن کو استعمال کر کے تماش بینوں کو اپنی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔ وہ نگار خانے پر حکومت کرتی ہے۔ طوائف زادیاں، گاہک، نواب بھی اس سے دبتے ہیں وہ جلال اور جمال کا مجموعہ ہے بازغہ قندیل خانم کی شخصیت کی عکاسی اس طرح کرتی ہیں:

> ''خانم۔۔۔۔زبان کی میٹھی۔۔۔۔۔واقعات کے در پردہ اصل سے تو واقف ہے مگر کسی کا دکھ درد محسوس نہیں کر سکتی بلکہ فائدہ اٹھاتی اور اپنا مرکب بناتی ہے۔'' (۱۳)

خانم کا کردار پورے ناول میں مفاد پرستی کی طرف راغب دکھائی دیتا ہے۔ خانم کی شخصیت کا نمایاں پہلو دوسروں کو اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنا ہے وہ نئی لڑکیوں کو بھی ایسے ہی حربے استعمال کرنے پر مجبور کرتی ہے اور انہیں سکھاتی ہے کہ زندگی میں کسی ایک مرد کو لازمی اپنا بنا کر رکھیں۔ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ بیماری میں ان سے خدمت کرائی جاتی ہے سودا سلف لاتے ہیں۔ رات بھر پاؤں دباتے ہیں۔ ہر جگہ حمایت کے لئے تیار رہتے ہیں۔ خانم کی اس سوچ اور عمل کو نفسیات میں نظر بازی (Schomophilia) کہتے ہیں۔ خانم کے کردار کی بنت سے مصنف نے لکھنؤ میں طوائفوں کی اہمیت اور فروغ کو خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ خانم کا کردار ناول میں بہت اہم ہے۔ اس نے زندگی میں آنے والے ہر مرد سے فائدہ اٹھایا اور اسے چلتا کیا۔ غرض خانم بغیر مفاد اور مطلب کے کسی کے ساتھ رشتہ قائم رکھنے کی مجاز نہیں۔

خانم کی شخصیت کا ایک اور پہلو ہر صورت نئی چھوکریوں کو کمتر اور اپنی ذات اور تجربے کو برتر ثابت کرنا ہے۔ وہ سترہ اٹھارہ برس کی چھوکریوں کو باور کرا دیتی تھی کہ میرے عاشقوں کی مثال ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی۔ کوئی کم عمر طوائف کتنی ہی بحث کیوں نہ کرے مگر خانم کا جواب سب کو خاموش کرا دیتا تھا۔ خانم بہت فخر سے کہتی تھی:

> ''جاؤ چھوکریو انہیں معلوم اس زمانے کی محبتیں کس قسم کی ہیں جیسی رنڈیاں ویسے ان کے آشنا۔ ایک ہمارا زمانہ تھا دیکھو (مرزا صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ایک یہی مرد آدمی بیٹھے ہیں جوانی میں مجھ سے آشنائی ہوئی ماں باپوں نے شادی ٹھہرائی۔ آپ مانجھ کا جوڑا پہن مجھے دکھانے آئے۔ میں نے مانجھے کے جوڑے کے پرزے پرزے کر دیئے ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئی کہ میں تو نہ جانے دوں گی۔ اس کو چالیس برس کا زمانہ گذرا آج تک تو گھر نہیں گئے کہو ہے کوئی ایسا تمہارا بھی، سب نے سر جھکا لیا۔'' (۱۴)

خانم نے نئی چھوکریوں کے سامنے عمر بھر کی ریاضت اور تجربے کا نچوڑ پیش کیا۔ یقیناً ان میں اتنا دم نہیں تھا کہ وہ اس کا توڑ رکھتیں جو تجربہ خانم کو حاصل تھا وہ نئی لڑکیوں کو کہاں۔ رسوا نے امراؤ جان ادا کی نفسیاتی کردار نگاری سے ناول کے فن کو بلندی و عظمت عطا کی۔ امراؤ جان ادا کا پس منظر بھی لکھنؤ کا شکست خوردہ معاشرہ ہے، لکھنؤ کی دم توڑتی تہذیب ہے۔ امراؤ جان ادا طوائف بن کر بھی اندر کی شریف عورت کو زندہ رکھتی ہے۔ ناول کے کرداروں کے ذریعے انسانی نفسیات کے اتار چڑھاؤ کو بیان کیا گیا۔ خانم مفاد پرست عورت کے روپ میں سامنے آتی ہے اور امراؤ جان عورت کی فطرت کی عکاسی کرتے ہوئے چار دیواری کی خواہاں ہے۔

حوالہ جات

۱۔ شارب ردولوی، جدید اردو تنقید (اصول و نظریات) ،(لکھنؤ:اتر پردیش اردو اکادمی، ۲۰۰۲ء)،ساتواں ایڈیشن،ص۲۳۰

۲۔ وقار عظیم،داستان سے افسانے تک،(کراچی:اردو اکیڈمی سندھ،۱۹۶۶ء)،ص۷۷۔۷۸

۳۔ غلام حسین اظہر،اردو افسانے کا نفسیاتی مطالعہ،(کراچی:۱۹۷۵ء)،ص۲۶۸

۴۔ محمد اکرم چغتائی،تشریحی لغت،(لاہور:اردو سائنس بورڈ،۲۰۰۱ء)،ص۵۵۷

۵۔ مرزا محمد ہادی رسوا، امراؤ جان ادا،(لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۸ء)،۲۴

۶۔ ایضاً،ص۴۶

7. http//:www.verywellmind.com

۸۔ ساجدہ زیدی، انسانی شخصیت کے اسرار و رموز ،(نئی دہلی:قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان،۱۹۹۹ء)،ص۳۵۴

۹۔ امراؤ جان ادا،،ص۱۷

10. Plotnik. R. (1989), *Introduction to Psychology*, (2nd Ed), Newbery Award Records (Inc)

۱۱۔ ساجدہ زیدی، انسانی شخصیت کے اسرار و رموز،ص۲۸۹

۱۲۔ امراؤ جان ادا،ص۵۸

۱۳۔ بازغہ قندیل، اردو ناول میں زوال فطرت انسانی کی تمثیلات ،(اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان پاکستان،۲۰۱۴ء)،ص۵۰

۱۴۔ امراؤ جان ادا،ص۵۱۔۶۰۔